رسول اللہ ﷺ کا شعری ذوق

فرحت نسیم *

عالمی زبانوں میں عربی زبان اپنی قدامت اور اپنے قوی محفوظ وجود کے اعتبار سے دوسری تمام زبانوں میں ممتاز مقام رکھتی ہے اور معانی و مفاہیم کو بھرپور اور واضح انداز میں ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور اس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا جو تمام انسانیت کے لیے رہتی دنیا تک باعث ہدایت ہے اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰه قُرْءٰ نًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۱)

''بے شک ہم نے قرآن کریم عربی زبان میں اتارا تاکہ تم سمجھ سکو''

اور قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ نے خود لی اور فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَه لَحٰفِظُوْنَ(۲)

''بے شک ہم نے قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس لحاظ سے عرب یہ فخر کرنے میں حق بجانب ہیں کہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا نیز عربی زبان کو جو توجہ اور اہتمام ملا وہ کسی اور زبان کے حصے میں نہیں آیا۔ لوگوں نے اس کے قواعد و ضوابط اور علوم و آداب کو سیکھنے اور سکھانے میں اپنی زندگیاں لگادیں۔ قرآن کریم اس وقت فصیح عربی زبان میں نازل ہوا جب عربوں کو اپنی زبان کی فصاحت پہ ناز تھا۔ اس نے اپنے خوبصورت معانی و مفاہیم، مضبوط تراکیب، بلیغ جملوں اور تشبیہات و استعارات پر مبنی اسلوب سے انہیں حیران و ششدر کر کے رکھ دیا۔

قرآن کریم اور شعر:

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دور جاہلیت میں شاعری کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کیونکہ شعر ان کے قابل فخر کارناموں کو منظر عام پر لانے اور ان کا ریکارڈ رکھنے کا وسیلہ ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسا باغ تھا جس کی مہک نے پورے عرب معاشرے کو معطر اور مسحور کر رکھا تھا کسی بھی قبیلے کا شاعر اس کی عزت کا نگہبان و پاسبان اور اس کے کارناموں کو دوام بخشنے والا ہوتا تھا۔ جہاں تک جاہلی دور کی شاعری کا تعلق ہے تو اس کا ایک بڑا حصہ اعلیٰ اخلاقی اقدار اور کاروان زندگی کو درست انداز میں چلانے کے اصولوں کو پس پشت ڈال چکا تھا اور فواحش و منکرات کو فروغ دینے میں کوشاں تھا جب اللہ تعالیٰ نے اس تاریک و بے دین معاشرے کو ہدایت کی روشنی سے منور کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہ تمام امور جن کا تعلق جاہلیت اور بے راہ روی سے تھا باطل قرار دے دیئے یہی وجہ ہے کہ مسلمان شعراء نے ان تمام اغراض میں شعر کہنے ترک کر دیے جو گمراہی کے ضمن میں آتی تھیں کیونکہ قرآن کریم نے انہیں جس طرز زندگی سے متعارف کرایا وہ ان کی سابقہ روش سے یکسر مختلف تھی اس نے انہیں بامقصد زندگی گزارنے اور طے شدہ دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے اپنے خیالات و جذبات کے اظہار کی ترغیب دی۔ ایسی زندگی جس میں نفسانی خواہشات کی پیروی اور آئے روز خیالات کے بدل جانے کے

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، پاکستان۔

لیے کوئی موقعہ نہیں تھا قرآن کریم نے انسانیت کو ایسے عقیدے کی طرف بلایا جس کا ہدف فرد اور معاشرے کی اصلاح و فلاح اور ضمیر کی بیداری تھی اس دور کے شعراء ایسے نہ تھے ان کے قول و فعل میں تضاد تھا وہ نفسانی خواہشات کے اسیر تھے اور قرآن کریم نے ایک واضح موقف دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لاَ يَفْعَلُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُوْن(۳)

''اور شعراء کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کو یاد کیا اور فتح یاب ہوئے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔''

بعض لوگوں نے ان آیات کا مفہوم یہ اخذ کیا ہے کہ یہاں مشرک شعراء کی مذمت کی گئی ہے جو نبی کریم ﷺ کی ہجو گوئی کرتے تھے اور دین کی دعوت سے روکتے تھے۔ (۴) درحقیقت مذکورہ آیات کا اشارہ شعراء کے طریقہ کار کی طرف تھا نہ کہ شعراء کی طرف۔ یعنی وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جو گمراہی کی طرف مائل کرتی ہیں اور ان سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے جیسے فحش ہجو گوئی، بے جا تعریف اور شراب نوشی وغیرہ جیسی برائیوں کو خوشنما بنا کر پیش کرنا، جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ البتہ ایسے شعراء جو راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور جن کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف کا رد کرتے ہیں اور انہیں منہ توڑ جواب دیتے ہیں قرآن کریم کی ان آیات میں انکی تعریف کی گئی ہے۔ شوقی ضیف (م ۲۰۰۵ء) لکھتے ہیں:

''فالقرآن لم يهاجم الشعر من حيث هو شعر، وانما هاجم شعراً بعينه كان يؤذى الله و رسوله''(۵)

''قرآن کریم نے شعر کی باعتبار شعر مذمت نہیں کی بلکی ایسے اشعار کی مذمت کی جس سے اللہ اور اسکے رسول کو اذیت دینا مقصود ہو۔''

مذکورہ آیات کی تفسیر و توضیح سید قطب (ش: ۱۹۶۶ء) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

'فالاسلام لا يحارب الشعر والفن لذاته- كما قد يفهم من ظاهر الألفاظ- انما يحارب المنهج الذى سار عليه الشعر والفن، منهج الأهواء والانفعالات التى لا ضابط لها، ومنهج الاحلام المهمومة التى تشغل أصحابها من تحقيقها-(۶)

''اسلام شعر و فن کی مخالفت نہیں کرتا۔ جیسا کہ ظاہری مفہوم لیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کی مخالفت تو اس طریق کار سے ہے جس پر شعر و فن گامزن ہیں نفسیانی خواہشات و جذبات کا طریقہ کار جن کا کوئی اصول نہیں اور موہوم خوابوں کا طریق کار جن کی تعبیر کی تلاش میں شعراء سرگرداں ہیں۔''

قرآن کریم قلوب و عقول کی توجہ اس کائنات کے عجائبات اور نفس انسانی میں پوشیدہ غرائب کی طرف مبذول کرائی ہے اور یہی تو شعر و فن کو جلا دینے والا مواد ہے۔

جب شعراء نے قرآنی اسلوب و نظم کو دیکھا تو ان کی فصاحت و بلاغت دھری کی دھری رہ گئی۔ اور اس کے مقابلے میں ان کی شاعری سورج کو چراغ دیکھانے کے مترادف تھی۔ شعراء نے شاعری چھوڑی اور تلاوت قرآن کریم میں مصروف

ہو گئے جو لطف قرآن کریم پڑھ کے ملتا وہ شعر کہہ سن کر نہیں ملتا تھا بعد میں آنے والوں نے یہ سوچ لیا کہ اس دور میں شعر کمزور پڑ گیا۔ اور ابن خلدون کی یہ رائے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں عربوں نے دعوتی مصروفیات اور قرآن کریم کے اسلوب و نظم سے مرعوب ہو کر شعر کہنا ترک کر دیا اور ایک عرصہ تک وہ خاموش رہے،۷) مکمل طور پر درست نہیں۔ کیونکہ سابقہ مذکورہ آیات کے نازل ہونے کے وقت کفار مکہ وغیرہ کے شعراء تو موجود تھے اور وہ تو دعوت دین میں مصروف نہیں ہوئے بلکہ اکثر قبائل فتح مکہ کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ جہاں تک اللہ کا یہ فرمان:

وَمَا عَلَّمْنٰه الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَه (۸)

"اور ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی آپ کو زیب دیتا ہے۔"

اس میں آپ ﷺ کی شاعریت کی نفی کی گئی ہے اس سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ قرآن کریم شعر کی نفی اس لیے کر رہا ہے کہ آپ کی قدر و منزلت میں اس صفت کے نہ ہونے سے فرق آتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس شعر کی نفی فرما رہے ہیں جو عربوں کے ہاں شیطانی قوتوں کی تاثیر کا تصور دیتا تھا۔ جاہلی دور کے شعراء اور رسول کریم ﷺ کی شخصیت میں فرق طریقہ کار کا تھا داعی کا اپنا ایک خاص ہدف ہوتا ہے اور اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوتی جسے اگلے روز ہی جھٹلانا پڑے۔ وہ وہم و خیالات سے بالاتر حقائق اور متعین اہداف پر نظر رکھتا ہے اور اس سلسلے میں وہ کھلے دل کا مالک اور بیدار مغز ہوتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا موقف:

رسول اکرم ﷺ کی رائے شعر کے بارے میں وہی تھی جس کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا تھا آپ ﷺ نے بحیثیت داعی شعر کے بارے میں ایک واضح موقف اختیار فرمایا کہ اشعار تو اظہار رائے کا ایک ذریعہ ہیں۔ یہ اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی، لہٰذا جو اشعار دعوت الی اللہ اور دفاع رسول اکرم ﷺ میں کہے جاتے آپ ان کی حوصلہ افزائی اور تحسین فرماتے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان من البيان سحراً، وان من الشعر حكما (۹)

بلا شبہ بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں اور بعض اشعار مبنی بر حکمت ہوتے ہیں

لیکن آپ ناپسندیدہ غیر اخلاقی اشعار کی مذمت فرماتے، آپ کا ارشاد ہے:

لأن يمتلىء جوف احدكم قيحاً خير له من أن يمتلىء شعراً (۱۰)

تم میں سے کسی کا دل پیپ سے بھر جانا شعر سے بھر جانے سے بہتر ہے۔

آپ ﷺ نے ایسے اشعار کو قابل نفرت قرار دیا جن سے فحاشی و عریانی کو فروغ ملتا ہو، عزتیں اچھالی اور دشمنیاں بھڑکائی جاتی ہوں۔ امرؤالقیس کے فحش اشعار کے ضمن میں فرمایا:

امرؤ القيس صاحب لواء الشعراء الى النار -(۱۱)

"امرؤالقیس دوزخی شعراء کا علمبردار ہے۔"

اس فرمان سے آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ جو بھی اس کے نقش قدم پر چلے گا، اسلام کے اصولوں کے منافی اور عفت و پاکدامنی کا دامن چھوڑتے ہوئے ہذیان بکے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

" الشعر بمنزلة الكلام، حسنه كحسن الكلام وقبيحه كقبيح الكلام - (۱۲)

"شعر تو گفتگو جیسا ہے، اس کا اچھا اچھی گفتگو کی طرح اور اس کا برا بری گفتگو کی طرح ہے۔"

رسول کریم ﷺ کے فرمان سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ شعر خالصتاً انسانی عمل ہے س لحاظ سے اسے دو حصوں

میں تقسیم کیا جائے گا۔

۱۔ جس میں خیر، سچ اور جمالیات کا پہلو موجود ہو اور جو شعر نیکی کو پھیلانے کا باعث بنے۔

۲۔ جس میں خیر کا کوئی پہلو نہ ہو۔

کتب سیرت کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کی اچھی خاصی تعداد یا تو شاعر تھی یا شعری ذوق کی حامل تھی اور اشعار کو روایت کرتی تھی۔

شعراء رسول ﷺ:

نبی کریم ﷺ نے جب علم توحید بلند فرمایا تو کفار نے زبان و سنان دونوں طرح کے ہتھیار آپ ﷺ کے خلاف آزمانے شروع کر دیئے۔ جب ان کی اذیتیں حد سے بڑھ گئیں تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ شعر کے میدان میں آپ ﷺ کا دفاع کریں۔ آپؐ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابتؓ نے قائد الشعراء کا کردار ادا کیا۔ اور ان کے ساتھی شعراء نے کفار مکہ کا دلائل و براہین سے گھیراؤ کیا۔ جن میں عبداللہ بن رواحہؓ اور کعب بن مالکؓ زیادہ سرگرم ہوئے لیکن حضرت حسان کے اشعار ان دونوں کے اشعار سے زیادہ موثر تھے جنھیں قریش سن کر اذیت سے بلبلا اٹھتے حضرت حسان کے لگائے گئے زخم بہت تکلیف دہ ہوتے کیونکہ وہ قریش کے حسب و نسب پر چوٹیں مارتے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دفاع کے لیے شاعر کا انتخاب کرنا چاہا تو حضرت علیؓ بن ابی طالب آگے بڑھے تو آپ نے انہیں لوٹا دیا پھر عبداللہ بن رواحہ آئے تو ان کی ہجو آپ کو پسند نہ آئی کیونکہ انہوں نے کفار کی مذہبی حالت کو نشانہ بنایا جس کی انہیں کوئی پروانہ تھی لیکن جونہی حضرت حسان نے اپنے اشعار کفار کی ہجو میں سنائے تو آپ ﷺ فرمانے لگے:

شفی و اشتفی - (۱۳)

اس نے شفا دی اور شفا یاب ہوا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے بھی دفاع رسول ﷺ میں شمشیر و سنان کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی بڑھ چڑھ کر حملہ کیا۔ غزوہ موتہ میں زخموں کی کثرت کے باوجود لشکر کا علم تھامے رکھا حتی کہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوگئے۔

مشہور شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کے فرزند کعب بن زہیر، قبیلہ ہذیل کے مشہور شاعر ابو ذؤیب الہذلی، معلقات کے شاعر لبید بن ربیعہ، جنھوں نے ایک سو ستاون برس عمر پائی، مظلوم شہید خبیب بن عدی، شہیدِ یمامہ ضرار بن الأزور، جاہلیت میں کفار کے شاعر اور اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ کے جانثار عبداللہ بن الزبعری، بنو سلیم کے شاعر العباس بن مرداس، رجزیہ شعراء میں النابغہ الجعدی، عامر بن الاکوع، سلمہ بن الاکوع، مالک بن نمط اور الاغلب عجلی وغیرہ پر مبنی ایک پوری بریگیڈ تھی جنھوں نے حضور ﷺ کا اپنے اشعار کے ساتھ دفاع کیا۔ چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی بن ابی طالبؓ بھی اپنی رجزیہ شاعری میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔

یہاں ان شعراء کا تذکرہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس تاثر کو زائل کیا جائے جو بعض لوگوں نے دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور خصوصا سورہ شعراء کے نازل ہونے کے بعد فن شعر کمزور پڑ گیا تھا امر واقع یہ ہے کہ شعر کا رخ اس جانب موڑا گیا جو اصول دین سے موافقت رکھتی تھی اور اس فن کا اسلامی معاشرے کی تشکیل میں کردار متعین کیا گیا نیز اسکے معانی و مفاہیم، موضوعات و اسلوب اور اس کی بناوٹ کو ایک نئی شکل دی گئی، غریب اور نامانوس الفاظ سے اجتناب برتا گیا تاکہ عوام الناس کو صحیح فہم اور مثبت ذوق حاصل ہو سکے۔

رسول کریم ﷺ کا شعر اور شعراء کے بارے میں موقف ایک داعی کا تھا جو تمام اشیاء کو ہدایت اور بھلائی کے

معیار و میزان پر تولتا ہے آپ نے بذات خود نہ تو شعر کہے نہ یاد کیے آپ ﷺ تو شعراء کے رتبہ سے بہت بلند تھے اور فرمان باری تعالیٰ : وَمَا عَلَّمْنٰه الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَه کی حکمت ہی یہی تھی کہ یہ طعنہ دینے والوں کے لیے جواز نہ بن جائے کہ جب بھی وہ قرآن کریم سنیں تو شاعری کا طعنہ نہ دیں اگرچہ آپ کے ہاں بلاغی اہلیت بصورت کمال موجود تھی لیکن اللہ کے حکم سے وہ اس راستے پر چلے ہی نہیں۔ کبھی آپ ﷺ نے پورا شعر نہیں سنا یا عموماً ایک مصرعہ ارشاد فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

أشعر كلمة تكلمت بها العرب كلمة لبيد: ألاكل شيءٍ ما خلا الله باطل (١٤)

"سب بہتر شاعرانہ کلام جو عربوں نے کہا، لبید کا وہ جملہ ہے: سنو اللہ کے علاوہ ہر چیز کو فنا ہے۔"

آنحضور ﷺ عرب معاشرے میں شعر کی قدر و قیمت اور اس کی تاثیر سے بخوبی آگاہ تھے۔ جہاں ضروری خیال فرماتے تو اسی انداز میں متوازن جواب سے رد عمل دیتے۔ جب غزوہ احد کے موقع پر ابو سفیان نے یہ نعرہ لگایا: اعل ھبل "ہبل بلند ہو"، آپ نے فرمایا:

قولوا! الله أعلى وأجلّ -

"اللہ بلند و برتر ہے۔"

ابو سفیان نے کہا:

لنا عزّى ولا عزّى لكم

"ہمارا عزی ہے اور تمہارے پاس عزی نہیں۔"

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قولوا:الله مولانا والكافرون لا مولى لهم (١٥)

"اللہ ہمارا سرپرست ہے اور کافروں کا کوئی سرپرست نہیں۔"

شعراء میں سے آپ ﷺ غیر مسلموں کو بھی سنتے اور اس پر تبصرہ بھی فرماتے۔ جب امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سنے تو فرمایا:

لقدكاد يسلم في شعره - (١٦)

"وہ اپنے اشعار میں مسلمان لگتا ہے۔"

رسول اکرم ﷺ شعراء کی عزت افزائی فرماتے، اشعار سنتے اور داد تحسین فرماتے اور جب صحابہ کرامؓ اشعار سنتے اور سناتے اور جاہلیت کے دنوں کی باتیں ذکر کرتے تو آپ خاموشی سے سنتے اور مسکرا دیتے تھے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کے لیے آپؐ نے مسجد نبوی میں خاص طور پر ایک منبر بنوایا جس پر کھڑے ہو کر وہ آپؐ کی تعریف و توصیف بیان کرتے آپ کے بارے میں فخریہ اشعار کہتے اور آپ کا دفاع کرتے۔ آپؐ فرماتے ہیں:

ان الله يؤيّد حسّان بروح القدس ما ينافخ أو يفاخر عن رسول الله ﷺ (١٧)

"اللہ تعالیٰ روح القدس کے ساتھ حسان کی مدد فرمائیں گے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں لگے رہیں گے۔"

ابو سلمہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يا حسّان: أجب عن رسول الله ﷺ-اللهم أيّده بروح القدس - (١٨)

"اے حسان! رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں جواب دو۔ اے اللہ روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرما۔"

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

جب حضور ﷺ عمرہ قضا کے لیے مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہؓ آپ کے آگے چلتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

خلُّوا بنی الکفار عن سبیله		الیوم نضر بکم علی تنزیله

ضرباً یزیل الهام عن مقیله		ویذهل الخلیل عن خلیله

"اولادِ کفار اس کا راستہ چھوڑ دو آج ہم تمہیں اس کے قرآنی حکم سے ماریں گے ایسی تلوار زنی جو سر کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے محروم کر دے گی"۔

حضرت عمرؓ نے سنا تو کہنے لگے اے ابن رواحہ! اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اور حرم مکہ میں ایسے شعر کہہ رہے ہو؟! تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانے دو عمر! یہ اشعار تیروں سے گہرے زخم لگاتے ہیں۔

کعب بن زہیر کا بھائی بجیر اسلام لانے میں کعب سے سبقت لے گیا، جب کعب کو علم ہوا تو اس نے غصہ میں آکر رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ ہجو یہ شعر کہے تو نبی ﷺ نے اس کو قتل کرنے کی اجازت دے دی۔ جب کعب کا عرصہ حیات تنگ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ سارے راستے مسدود ہو چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، معافی کا طلب گار ہوا اور اپنا مشہور قصیدہ لامیہ:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول		متیم اثرها، لم یفد مکبولُ

آپ کی شان میں کہا، تو آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور کعب بن زہیر کو اپنی چادر اوڑھائی اور یوں کعب شعراء اسلام کے لشکر میں داخل ہو کر تبلیغ دین میں لگ گئے۔ حضور ﷺ کی عطا کردہ چادر کو حضرت امیر معاویہؓ نے ان سے بیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ (۲۰)

حضور ﷺ اپنے شعراء کے اشعار مخصوص مواقع پر دہرایا کرتے تھے۔ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ احزاب کے موقع پر لوگوں کے شانہ بشانہ خندق کی مٹی اٹھاتے ہوئے دیکھا اور مٹی آپ کے سینہ مبارک کے بالوں پر پڑی تھی اور میں نے آپؐ کو عبداللہ بن رواحہؓ کے یہ اشعار دہراتے ہوئے سنا:

والله لولا الله ما اهتدینا		ولا تصدّقنا ولا صلّینا

فانزلن سکینة علینا		وثبّت الأقدام ان لاقینا

ان الألی قد بغوا		علینا وان أرادوا فتنة أبینا

"قسم اللہ کی اگر اس کی ذات نہ ہوتی تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے اے اللہ! ہمیں سکون عطا فرما اور اگر دشمن سے ہمارا آمنا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ ان لوگوں نے ہم پر چڑھائی کی ہے اگر یہ فتنہ برپا کریں گے تو ہم انہیں روئیں گے"۔

اور حضور ﷺ بآواز بلند دہراتے: أبینا أبینا۔ (۲۱)

"ہم روئیں گے، ہم روئیں گے"

حضرت شریح حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں:

قال:قیل لها: هل کان النبی ﷺ یمتثل بشیءٍ من الشعر؟ قالت: کان یتمثل بشعر ابن رواحة ویقول: ویأتیک بالأخبار من لم تزوّد (۲۲)

"راوی کہتے ہیں حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ کسی کا شعر پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ عبد اللہ بن رواحہ کے اشعار پڑھتے تھے اور آپؐ فرماتے: اور تیرے لیے وہ بھی خبریں لائے گا جسے تو نے زادہ راہ دے کر نہیں بھیجا۔"

حضرت جندب بجلیؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھا کہ آپ کی انگلی مبارک زخمی ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے (عبداللہ بن رواحہؓ کا یہ شعر دہراتے ہوئے) فرمایا:

هل أنت إلا اصبع دمیت وفي سبیل الله ما لقیت (۲۳)

"تُو تو ایک انگلی ہے جو زخمی ہو گئی اور یہ زخم تجھے اللہ کی راہ میں لگا ہے"

اور جب کعب بن زہیر اپنا قصیدہ بانت سعاد سناتے ہوئے اس شعر تک پہنچے:

ان الرسول لنورٌ یستضاء به مهنّدٌ من سیوف الله مسلول

فی فتیة من قریش قال قائلهم ببطن مکة لما أسلموا زُولوُا

"یقینا رسول اکرم ایک روشنی کا مینار اور اللہ کی بے نیام کاٹ دار تلوار ہیں نو مسلم قریش کے نوجوانوں میں سے ایک نے مکہ میں انہیں کہا تمہیں معاف کر دیا گیا ہے۔"

تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آستین سے اشارہ کرتے ہوئے تمام ہم نشینوں کو متوجہ فرمایا کہ وہ بھی سن لیں۔ (۲۴)

ایک دفعہ نابغہ جعدی نے اپنا قصیدہ رائیہ پڑھا اور جب ان اشعار تک پہنچا:

ولا خیر فی حلم إذا لم یکن له بوادر تحمي صفوه أن یکدّرا

ولا خیر فی جهل إذالم یکن له حلیم اذا ما أورد الأمر أصدرا

"اور اس بردباری میں کوئی بھلائی نہیں جس میں وہ صفات نہ ہوں جو اسے گدلا ہونے سے بچائیں اور اس غصے میں کوئی بھلائی نہیں جس کے لیے کوئی ایسا سمجھدار نہ ہو جو پیش آمدہ معاملات حل نہ کر سکے۔"

اتنے خوبصورت پر مغز اشعار سن کر نبی کریم ﷺ جھوم اٹھے اور اظہار پسندیدگی کے طور پر فرمایا:

لا یفضض الله فاك (۲۵)

"اللہ تیرے دانت سلامت رکھے۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امیہ بن الصلت کے کچھ اشعار سنائے تو آپ ﷺ نے مسکرا کر ان کی تصدیق فرمائی۔ (۲۶)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے شریدؓ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور پوچھا کہ کیا امیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار تجھے یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا جی۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر مجھے سناؤ۔ میں نے آپ کو سنائے، آپ ہر شعر سننے کے بعد فرماتے: اور سناؤ۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کو سو اشعار سنا ڈالے۔ تو آپؐ نے فرمایا: اس آدمی کی زبان مسلمان اور دل کافر ہے۔ (۲۷)

اگرچہ نبی کریم ﷺ کے ارد گرد مسلمان شعراء کی کثرت تھی لیکن آپؐ کو اس بات کا گہرا ادراک تھا کہ کس قسم کے

اشعار کفار مکہ کا منہ بند کر سکتے ہیں جب حضرت حسان بن ثابتؓ نے آگے بڑھ کر آپکے دفاع کی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جلدی نہ کر، حضرت ابو بکرؓ تمہیں قریش کے انساب کے بارے میں آگاہ کریں گے اور میں بھی قریش میں سے ہوں تو وہ تمہیں میرے نسب سے بھی آگاہ کریں گے۔ جب حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس سے ہو کر واپس آئے تو عرض کرنے لگے: میں آپ ﷺ کے نسب کو اس سے علیحدہ کروں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کو ان سے اس طرح نکالوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔(۲۸)

حضور ﷺ اپنے فریضہ رسالت کو مد نظر رکھتے ہوئے بامقصد اشعار سن کر لطف اندوز ہوتے خصوصا ایسے اشعار جو مبنی بر حکمت ہوتے تھے ہر فرد کا ذوق سلیم دوسرے فرد سے مختلف ہوتا ہے اور وہ اپنے معاییر و موازین کے مطابق اپنی پسند و ناپسند کا تعین کرتا ہے۔ شعر بیان و بلاعت کا ایک رنگ ہے اور دلوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے اور فطرت، ادب اور فن میں جو جمالیاتی عنصر ہے اس کا ادارک کرنا اور اس سے لطف اندوز ہونا ہی ذوق کہلاتا ہے نیز شعری ذوق دراصل کسی شعر کے حسن و قباحت میں تمیز کا نام ہے۔ یہ ایک فطری صلاحیت ہے جس سے انسان ادب کے جمالیاتی پہلوؤں کا ادراک کرتا ہے اور فصیح کلام کا ادراک ذوق سلیم کے بغیر ممکن نہیں۔

عربوں کے فصیح لوگ زمانہ جاہلیت میں اشعار سن کر لطف اندوز ہوتے، محفلیں جمتی، میلے لگتے اچھے اچھے شعراء اشعار سناتے اور داد پاتے تھے۔

ان میں بنو قیس، بنو تمیم، بنو اسد اور بنو ہوازن تھے بنو ہوازن میں سے سب سے زیادہ فصیح قبیلہ بنو سعد بن بکر تھا نیز فصاحت کے لحاظ سے قریش عرب قبائل میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اسی بنا پر قرآن کریم انہیں کی زبان میں نازل ہوا۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

أنا أفصح العرب، بيد أني من قريش، وأني نشأت في بني سعد بن بكر (۲۹)

"میں عربوں میں فصیح ترین ہوں تاہم میں قریش سے ہوں اور میری پرورش بنو سعد بن بکر میں ہوئی۔"

خلاصۂ بحث:

نبی کریم ﷺ جنہیں جوامع الکلم سے نوازا گیا عربوں میں ان جیسا کوئی فصیح تھا نہ ہے خوبصورت گفتگو اور نپے تلے جملوں کی ادائیگی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا آپ ﷺ اپنی اس بھرپور صلاحیت کے باوجود خود شعر کہنے کی طرف مائل نہ ہوئے کہ ان کے ہاں اس سے اعلیٰ کلام قرآن کریم کی صورت موجود تھا جس کی بلندی تک خوب سے خوب تر شعر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ آپ نے: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ کے مصداق شعر کہنے سے اجتناب فرمایا۔ البتہ آپ شعر و شاعری کو نہ صرف پسند فرماتے بلکہ داد تحسین بھی فرماتے۔ خصوصا ایسے اشعار جو مہذب انسانی جذبات اور ارفع خیالات کی عکاسی کرتے تھے۔ حضرت خنساء کے مرثیے سنتے اور اظہار پسندیدگی فرماتے اور جب وہ سنا رہی ہوتی تھیں تو آپؐ فرماتے: ھیہ یا خناس: "خنساء اور سناؤ" یا پھر ہاتھ سے اشارہ فرماتے۔(۳۰)

ہاں اگر آپؐ نے شعروں کی مذمت فرمائی تو وہ مخصوص اشعار ہیں جو اخلاقی قدروں کے خلاف، کینہ، ہوس اور قبائلی تعصّبات ابھارنے میں ممدو معاون ہوتے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) سورہ یوسف: ۲

(۲) سورہ الحجر: ۹

(۳) سورہ الشعرآء: ۲۲۴۔۲۲۷

(۴) شوقی ضیف، تاریخ الادب العربی، العصر الاسلامی، دار المعارف، مصر، طبع ۲۳، ص ۴۴

(۵) ایضاً،

(۶) سید قطب، فی ظلال القرآن، دار الشروق بیروت، طبع، ۱۷، ۵/۲۶۲۱

(۷) ابن خلدون، عبدالرحمٰن، مقدمة، المطبعة البہیة، مصر، ص ۴۲۷

(۸) سورہ یٰسین: ۶۹

(۹) ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن، باب ما جاء فی الشعر، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۴/۳۰۳

(۱۰) البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، طبع اول ۱۴۲۲ھ، ۸/۳۶

(۱۱) احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع ۲۰۰۱ء، ۱۲/۲۷

(۱۲) الدار قطنی، سنن الدار قطنی، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع ۲۰۰۴ء، ۵/۲۷۴

(۱۳) مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۴/۱۹۳۵

(۱۴) ایضا، ۴/۱۷۶۸

(۱۵) مسند احمد، ۷/۴۱۹

(۱۶) صحیح مسلم، ۴/۱۷۶۷

(۱۷) الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ا لترمذی، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۷۵ء، ۵/۱۳۸

(۱۸) صحیح مسلم، ۴/۱۹۳۳

(۱۹) سنن ا لترمذی، ۵/۱۳۸

(۲۰) ابن قتیبہ، الشعرو الشعراء، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۴۲۳ھ، ۱/۱۴۲

(۲۱) صحیح بخاری، ۵/۱۰۹

(۲۲) سنن ا لترمذی، ۵/۱۳۹؛ یہ مصرعہ طرفۃ بن العبد کے شعر کا ہے جو یوں ہے:

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلاً ویاتیک بالاخبار من لم تزوّد

اور اس شعر کے دوسرے مصرعہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب کسی متوقع اطلاع آنے میں دیر ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ اسے دہرایا کرتے تھے۔

(۲۳) ایضا، ۵/۴۴۲

(۲۴) الحاکم، المستدرک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۶۷۳

(۲۵) الشامی، محمد بن یوسف، سبل الھدی والرشاد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۰/۲۰۳

(۲۶) ابن عبدربہ، العقد الفرید، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۶/۱۲۷

(۲۷) ایضا

(۲۸) بیہقی، ابو بکر، دلائل ا لنبوۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۵؍۵۱

(۲۹) البغوی، شرح السنة، المکتب الاسلامی، دمشق، طبع دوم، ۴؍۲۰۲

(۳۰) علی الحلبی، السیرة الحلبیة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، ۲/۹۴

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆